أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ
(کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اسکے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو)

خرچ کرنے کے بارے میں مسلسل چار مثالیں دی گئی۔ پہلی مثال (ایک دانے سے سو دانے یا اس سے زیادہ) مثبت (Positive) مثال تھی پھر دوسری مثال (صفوان [چٹان کی]) منفی (Negative) مثال تھی۔ اسکے بعد تیسری مثال (وَابِل [تیز بارش] اور طَل [شبنم کی]) مثبت مثال تھی۔ اب یہ آخری چوتھی مثال منفی مثال ہے۔ بہر حال۔

یہ خرچ کرنے کے بارے میں چوتھی اور آخری مثال ہے۔ اس سے پہلے آیات میں خرچ کرنے کی فضیلت اور خرچ کرنے کے آداب بتائے گئے۔ پھر خرچ کرنے کے بعد احسان جتانا، اذیت دینا اور ریا کاری کرنا جیسے اسباب بیان ہوئے جو خرچ کرنے کے اجر کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اس آیت میں اُنہی باتوں کے نقصانات کو ایک مثال سے واضح کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی نصیحت کی گئی۔

أ ← یہ ہمزہ اِستفھامیہ اِنکاری ہے۔ یعنی کوئی بھی نہیں چاہے گا۔
کوئی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ اُس کا ایسا باغ ہو جس کا اتنا بھیانک انجام ہو جو آخر میں اِس آیت میں بتایا گیا ہے۔ لیکن باغ کا منظر یا خوبصورتی دیکھکر ہر کوئی چاہے گا کہ اُس کا ایسا باغ ہو۔

یَوَدُّ (و د د): خالص محبت، کسی چیز کے ساتھ کامل محبت ہونا، کسی چیز کے حاصل کرنے کی آرزو یا تمنا کرنا، انتہائی محبت
یہاں یُرِیْدُ (وہ چاہے گا) نہیں کہا گیا بلکہ یَوَدُّ کہا گیا۔ جسکا مطلب ہے "کیا تم میں سے کوئی اِس بات سے انتہائی محبت کریگا"

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اُسکے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو۔ یہ دونوں پھل بہت ہی بہترین پھل ہیں جو غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے۔ اور انکے دوسرے فائدے بھی ہیں۔ یہ تازے بھی کھائے جاتے ہیں اور سکھا کر بھی کھائے جاتے ہیں۔ اسلیے یہ ضائع نہیں ہوتے۔ تجارت میں زیادہ فائدہ مند ہوتے ہیں۔ انھیں کئی مہینوں تک سُکھا کر محفوظ (Preserve) کیا جا سکتا ہے۔ اِن میں مختلف اقسام ہیں۔

نَخِيل (ن خ ل): یہ نَخْلَةٌ کی جمع ہے۔ کھجور کا درخت
عرب اِن درختوں سے صرف کھجوریں ہی نہیں حاصل کرتے تھے بلکہ اُس کے پتوں کا استعمال چھت بنانے اور دوسری چیزیں بھی بنانے کے لیے کرتے تھے۔ اِسی طرح باغ کے چاروں طرف کھجور کے درخت لگاتے اور بیچ میں نازک پودے جیسے انگور وغیرہ کی بیلیں لگاتے۔ جسکی وجہ سے تیز ہوا بیلوں کو نقصان نہیں پہنچاتی۔

کھجور کے فائدے:
1) طاقت آتی ہے چونکہ اس میں بہت ساری غذائیت (Nutrients) ہوتی ہے۔
2) نظام ہضم (Digestive System) زیادہ مؤثر طریقے سے کام کرتا ہے۔
3) مدافعتی نظام (Immune System) بہتر ہوتا ہے۔
4) جلد کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔
5) ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔
6) کینسر کے روک تھام (Prevention) میں مدد کرتی ہے۔

بخاری: رسولؐ نے فرمایا "جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اُسے اُس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔" (اس کھجور سے زہر (Toxins) وغیرہ دور ہو جاتے ہیں)

انگور کے فائدے:
1) کینسر کی روک تھام میں مدد کرتی ہے۔
2) مدافعتی نظام (Immune System) بہتر ہوتا ہے۔
3) دل کی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔
4) کولسٹرول (Cholesterol) کو کم کرتی ہے۔
5) دماغ کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور نیند بھی اچھی آتی ہے۔
6) نظام ہضم (Digestive System) زیادہ مؤثر طریقے سے کام کرتا ہے۔
7) جلد اور ہڈیوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ اور قبض (Constipation) سے نجات کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

اِن دونوں پھلوں کے بارے میں یہاں ذکر کیا گیا جو بہت ہی مفید ہوتے ہیں اور عربوں کے یہاں یہ دونوں پھل پائے جاتے تھے۔ اگر آم یا کاجو وغیرہ کی بات کی جاتی تو شاید وہاں کے لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ یہ کون سے پھل ہیں۔ اسلیے قریب کی مثال دی گئی تاکہ لوگ بات اچھے سے سمجھے۔ سورۃ الکھف میں بھی جس باغ کا ذکر آیا ہے اُس میں بھی اِنہی پھلوں کا ذکر ہے۔

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
(اُسکے نیچے سے نہریں بہتی ہوں)

اَلْأَنْهَارُ (نہریں) یہ جمع کا صیغہ ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ باغ میں صرف ایک نہر نہیں تھی بلکہ کئی نہریں تھیں۔ یہ باغ کے مختلف حصّوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اِس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ باغ بہت بڑا تھا۔ اِس باغ میں آبپاشی (Irrigation) کا مکمل انتظام تھا۔
ایسا باغ صحرا میں ایک بہت بڑی نعمت سمجھی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں پانی کی قلت ہوتی ہے۔ بارش بہت ہی کم ہوتی ہے۔ باغ کے اندر ہی آبپاشی کا انتظام تھا یعنی کنویں سے پانی نکالنے کی مشکل پیش نہیں آرہی تھی۔

مِن تَحْتِهَا (اسکے نیچے سے) میں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ وہ پانی اُسکی اپنی ملکیت تھا، کسی اور سے وہ نہیں لے رہا تھا۔ بعض نہریں ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں کے علاقے سے بہہ کر آرہی ہوتی ہیں اور وہ لوگ جب چاہیں اُس پانی کے بہاؤ کو روک دے۔ تو ایسی بھی کوئی مشقت نہیں تھی۔ ہر لحاظ سے مکمل سہولتیں تھیں۔

لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ
(اُس باغ میں اُسکے لیے ہر قسم کے پھل ہوں)

اُس باغ میں ہر طرح کے پھل تھے۔ الثمرات سے مراد صرف پھل نہیں ہوتے بلکہ سبزی ترکاری وغیرہ بھی اِس میں شامل ہیں۔ اُنکے نام نہیں بتائے گئے۔

اِس آیت کے پہلے حصّے میں کسی شخص کے ایسے باغ کی منظر کشی کی گئی جس میں کھجور، انگور کے درخت ہیں جو تازے اور خشک بھی بیچے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی کئی نہریں بھی ہیں۔ اور بھی کئی قسم کے پھل، نباتات ہیں۔ اِس منظر کشی کو تصور میں کر کے دل خوش ہو جاتا ہے اور انسان رشک کرتا ہے کہ کاش میرا بھی ایسا باغ ہوتا۔

اب اِس آیت کا دوسرا حصّہ یہ ہے:

وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ
(اور اُسے بڑھاپا آجائے جبکہ اُسکی اولاد کمزور ہو)

(*) أَصَابَهُ (اُسے پہنچے) یہاں یہ نہیں کہا گیا أَصَابَكُمْ (تمہیں پہنچے)۔ شروعات میں أَحَدُكُمْ (تم میں سے کوئی ایک) کہا گیا۔ پڑھنے یا سننے والا اپنے آپکو وہاں تصور کرنے لگتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ "أَصَابَكُمْ" (تمہیں پہنچے [تمہیں بڑھاپا آجائے]) لیکن ایسا نہیں کہا گیا بلکہ کہا گیا أَصَابَهُ (اُسے پہنچے)۔ اِسے اِلتفات کہتے ہیں۔ جب كُمْ (تم سب) [Third person] سے هُ (وہ) [Second person] ہو تو اِسکی ایک وجہ "اللہ کی رحمت" ہوتی ہے۔ جہاں مثال کا مثبت حصّہ تھا وہاں ہم سے براہِ راست بات کی گئی لیکن جہاں منفی حصّہ شروع ہوا وہاں بات کو کسی اور کی طرف موڑ دیا گیا۔ تاکہ ہم مایوس نہ ہو لیکن سبق ضرور لے۔ بہر حال

اب باغ کا مالک بوڑھا ہو چکا۔ باغ لگانے کے بعد اگر اُسکا خیال نہ رکھے تو وہ برباد ہو جاتا ہے۔ اگر اُس کا پھل آبھی گیا ہو تو اُسے درختوں سے نکالنا پڑتا ہے ورنہ وہ خراب ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ اُس شخص نے زندگی بھر باغ کا خیال رکھا، پوری محنت کی۔ باغ میں کئی طرح کے پھل بھی آئیں۔ لیکن وہ شخص اتنا بوڑھا ہو گیا کہ اب اُتنا خیال رکھنے کے قابل نہیں اور نہ ہی پھل نکالنے کے قابل رہا۔ بڑھاپا ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان جوانی کی طرح بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا، زیادہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ جوان انسان مزید اپنے کاروبار کو بڑھا سکتا ہے، زیادہ محنت کر سکتا ہے۔ کبھی کوئی نقصان ہو جائے تو وہ محنت کرکے یا عقل کا استعمال کرکے اس نقصان کا ازالہ کر سکتا ہے۔ بڑھاپے میں جسمانی اور ذہنی کمزوری آہی جاتی ہے۔

وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ
(اور اُسکی کمزور اولاد ہو)

ضُعَفَاءُ (ض ع ف): کمزور
کمزور کے معنی: کسی بیماری کی وجہ سے کمزور ہو (معذور [Handicap] یا کوئی اور بیماری ہونے کی وجہ سے) یا عقلی طور پر کمزور ہو (یعنی کام کاروبار نہ آتا ہو) یا چھوٹے بچے ہو (جیسے کہ کچھ لوگ تجارت کاروبار میں مصروف ہونے کی وجہ سے بڑی عمر میں شادی کر لیتے ہیں تو وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں جبکہ بچے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں)۔ بہر حال

اُس باغ والے بوڑھے مالک کی کمزور اولادیں ہیں۔ اور اُن اولادوں کے رزق کا انحصار بھی اِس باغ پر ہو۔ اُس شخص نے پوری محنت کرکے باغ تیار کیا تاکہ بڑھاپے میں آرام کر سکے یا اُسکے اِس دنیا سے جانے کے بعد اُسکی اولاد اِس باغ سے پورا فائدہ اٹھا سکے۔ اُس شخص کو اِس باغ کی بھرپور آمدنی (Income) کی امید تھی۔ لیکن حال یہ ہوا کہ انتہائی بڑھاپا اُسے آگیا اور بچے بھی انتہائی کمزور ہیں۔ صرف یہ دو مشکلات ہی نہیں بلکہ اور ایک اُس پر آفت آگئی:

فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ
(پھر [اچانک] اُس باغ پر ایسا بگولہ آپڑے جس میں آگ ہو۔ اور وہ اُسے جلا کر راکھ کر دے)

إِعْصَارٌ (ع ص ر): عَصْرًا ← کسی چیز کا رس نچوڑنا۔ نچوڑنے کے لیے کسی چیز کو گھمانا۔ گردش کرنا۔
إِعْصَارٌ ← بگولہ۔ سائکلون (Cyclone)۔ Tornado
إِعْصَارًا ← بارش برسانا مُعْصِرٌ ← بارش برسانے والا یعنی بادل
عَصْرٌ ← زمانہ

کبھی کبھار ہوا کے اندر آگ ہوتی ہے جو پوری طرح پیڑ پودوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ دنیا میں کئی ایسے واقعات ہوئے جس میں ہوا کے اندر آگ ہونے کی وجہ سے پوری کھیتی جل گئی۔ کبھی کبھار اِسی وجہ سے جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے جو ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے۔
عموماً ہوا چلے تو آگ بجھ جاتی ہے لیکن یہ اِس قسم کی آگ ہے جسے ہوا نے اپنے گھیرے کے اندر لے لیا ہے اور وہ بھی خوب بھڑکتی چلی جارہی ہے۔ فِيهِ نَارٌ (اس کے اندر آگ تھی) یہ بگولہ (Tornado) اپنے اندر آگ لئے ہوئے اُس باغ کے پاس سے گزرا اور اُس باغ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ فَاحْتَرَقَتْ (تو اُسے جلا کر راکھ کر دیا)۔

فَاحْتَرَقَتْ (ح ر ق): ← حَرْقًا ← کسی چیز کو جلانا۔
حَرِيقٌ ← ہمیشہ اور ہر حال میں جلانے والا۔ آگ کا شعلہ
تَحْرِيقًا ← کثرت سے جلانا۔ جلا کر بھسم کر دینا۔
اِحْتِرَاقًا ← اہتمام سے جلنا۔ جل کر بھسم (راکھ / Ashes) ہونا۔

اُس آگ نے باغ کی ہر چیز جلا کر تباہ کر دی۔ باغ کے درختوں کے پتے، پھل، ٹہنیاں اور جڑیں سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا۔
سوچیے! کہ ایسے شخص کا کیا حال ہوگا۔ وہ کس طرح مایوس ہوگا! وہ خود بھی بڑھاپے کی وجہ سے کمزور اور ساتھ ہی اُسکے بچے بھی کمزور اور اِس حال میں اُسکے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ اب آئندہ کی زندگی انتہائی ہی تنگ ہوگی، حسرتیں ہی حسرتیں ہوگی۔ ساری محنت، سارا سرمایہ لگایا ہوا، سارا وقت اُسکے لیے لگایا ہوا وہ سب کچھ برباد ہو گیا۔

ابتداء کتنی خوبصورت تھی اور انتہا کتنی بھیانک تھی۔ ابتداء کیسی تھی؟ خوبصورت باغ، کثرت سے پھل اور پانی کی بھی کثرت لیکن آخر میں کچھ بھی نہ بچا۔ صرف راکھ ہی راکھ۔

بخاری: ایک دفعہ عمرؓ نے صحابہؓ سے اِس آیت کا مطلب پوچھا۔ صحابہؓ نے کہا 'وَاللّٰهُ أَعْلَم' (اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔ عمرؓ نے غصہ سے کہا (یہ کیا بات ہوئی) صاف کہو کہ ہمیں معلوم ہے یا نہیں معلوم۔ اُس وقت ابن عباسؓ کہنے لگے 'امیر المومنین! میرے دل میں ایک بات آئی ہے'۔ عمرؓ نے کہا 'بھتیجے بیان کرو اور اپنے آپکو حقیر نہ سمجھو'۔ ابن عباس کہنے لگے 'اللہ نے یہ عمل کی مثال بیان کی ہے'۔ عمرؓ نے پوچھا 'کون سے عمل کی؟' ابن عباسؓ اسکا جواب نہ دے سکے۔ تو عمرؓ نے کہا 'یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کو اُس پر غالب کر دیتا ہے۔ وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اُس کے نیک اعمال سب کے سب فنا ہو جاتے ہیں'۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ
(اِسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔)

اللہ تعالیٰ دلائل واضح کرتا ہے۔ مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔ اِس مثال سے سبق حاصل کرو۔

اِس مثال سے کیا سمجھایا گیا؟ اِس مثال کے ذریعے بتایا گیا کہ جو لوگ صدقات دینے کے بعد یا نیکی کے کام کرنے کے بعد احسان جتاتے ہیں، اذیت دیتے ہیں اور ریاکاری کرتے ہیں، انکی ساری نیکیاں ضائع ہو جائیگی۔ اُس کا انھیں آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا جبکہ انھیں آخرت میں نیکیوں کی شدید ضرورت ہوگی۔

اِس باغ میں بہت ساری خیر تھی۔ لیکن اِن ساری خیر (پھل، نہریں) کے باوجود اُس پر آگ حاوی ہوگئی۔ جس وقت باغ کے مالک کو باغ کے فائدے کی شدید ضرورت تھی اُس وقت اُسے اُس باغ سے کچھ بھی نہیں ملا بلکہ اُسے حسرتیں ہی ہوتی ہیں۔ اُسے ماضی کا غم لگ جاتا ہے، مستقبل کا خوف ہوتا ہے۔ اپنی حالت، اولادوں اور باغ کو دیکھ کر تکلیف ہی تکلیف ہوتی ہے۔ صرف مایوسی ہی مایوسی ہوتی ہے۔ اِسی طرح کی مثال سورۃ الکھف میں بھی ہے۔ اور اِن دونوں مثالوں میں کافی مماثلت بھی ہیں۔

خلاصہ اور سبق:
جو شخص نیکیوں میں محنت کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ نیکیوں میں صرف صدقات خیرات ہی نہیں بلکہ عبادات، دین کے کاموں میں مدد، اور بھی کئی نیکیوں کے کام ہیں۔

جو شخص نیکیوں کے کام خالص اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں انکی نیکیوں کی مثال اُس دلکش باغ کی طرح ہیں جس میں ہر طرح کے پھل پھول اور کئی نہریں ہیں۔

نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال ایک بگولہ کی طرح ہے۔ اعمال ضائع کرنے والے کچھ اعمال تو اِس رکوع میں بیان کئے گئے اور کچھ اور بھی ایسے اعمال ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ساری نیکیاں ضائع ہوتی ہیں اگرچہ وہ بڑی سے بڑی ہی نیکی کیوں نہ ہو۔ جیسے

1) ایمان نہ ہونا: غیر مسلم ہو یا کوئی مرتد ہو جائے۔
المائدۃ: 5 ← اور جو ایمان کا انکار کرے (اور کفر اختیار کرے) تو اُسکے سب اعمال ضائع ہو گئے۔

2) شرک: غیر اللہ کی عبادت یا غیر اللہ سے دعائیں مانگنا۔
الزمر: 65 ← اگر آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔

3) کفر: النور: 39 ← اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اُنکے اعمال سراب (Mirage) کی مانند ہے جو ایک چٹیل میدان میں ہو۔ جیسے آدمی پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اُسکے پاس جاتا ہے تو اُسے کچھ بھی نہیں پاتا۔

4) آخرت کا انکار: الکھف: 105 ← وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اسکی ملاقات کا انکار کیا، اُنکے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔
(اور ایمان کے تمام ارکان اور فرائض کا انکار کرنا بھی نیک اعمال کو ضائع کرتے ہیں)

5) جو اللہ نے اتارا ہے اُسے ناپسند کرنا: محمد: 9 ← یہ اِسلیے ہے کہ انھوں نے اُسے ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا ہے (قرآن اور قرآن کے احکامات)۔ تو اُس (اللہ) نے اُنکے سارے اعمال ضائع کر دیئے۔

6) اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدگی کے کام کرنے والے: محمد: 28 ← یہ سب اِس وجہ سے کہ انھوں نے اُس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور اُسکی خوشنودی کو بُرا جانا تو اللہ نے اُن کے اعمال ضائع کر دیئے۔

7) صرف دنیا کے فائدوں کے لیے کام کرنا: الکھف: 104 ← وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔

8) نیت کی خرابی: نیت کی خرابی کی وجہ سے شہید، عالم اور سخی بھی اپنے اجر ضائع کر دیگے۔ (اِس کے بارے آیت 264 کی تفسیر میں مسلم کی حدیث ہم پڑھ چکے ہیں)۔

9) بدعت: بخاری ← نبیؐ نے فرمایا "عَیر سے ثَور تک مدینہ حرم ہے۔ جس نے اِس حد میں کوئی بدعت نکالی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اُس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے اور قیامت کے دن اُس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائیگا [بخاری کی دوسری روایت میں ہے "نہ اُسکی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل"]۔

10) عصر کی نماز نہ پڑھنا: بخاری ← رسولؐ نے فرمایا "جس شخص نے نمازِ عصر چھوڑ دی، اُس کے اعمال باطل ہو گئے۔"

11) تنہائی میں حرام کام کرنا: ابن ماجہ ← نبیؐ نے فرمایا "میں یقینی طور پر اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی چمکدار نیکیاں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اُڑتی ہوئی دُھول بنا دے گا۔" اِس پر ثوبانؓ نے کہا "اللہ کے رسولؐ! ہمیں اُنکے بارے میں بتلائیں۔ اُنکو ہمارے لیے واضح کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اُن میں شامل ہو جائیں اور ہمیں علم ہی نہ ہو"۔ تو آپؐ نے فرمایا "بے شک وہ تمہارے ہی بھائی ہوں گے۔ اور تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ وہ بھی رات کے وقت قیام کرتے ہوں گے جیسے تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسی قوم ہوں گے جب اللہ کے حرام کردہ کاموں کو تنہائی میں پاتے تھے تو کر گزرتے تھے (یعنی جب اکیلے ہونگے تو حرام کام کریگے)۔"

12) اللہ کے فیصلوں پر اپنے فیصلے کرنا: مثلاً یہ کہنا کہ "اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔"
اللہ کے فیصلوں میں دخل دینے والے تم کون ہوتے ہو! یہ تو اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ کسی کو بخشے یا نہ بخشے۔
مسلم ← نبیؐ نے فرمایا "ایک شخص نے کہا 'اللہ کی قسم! اللہ فلاں شخص کو معاف نہیں کریگا'۔ تو اللہ نے فرمایا 'کون ہے وہ جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا؟ تو میں نے فلاں کو معاف کر دیا اور تیرے عمل کو ضائع کر دیا'۔"

13) ظلم کرنا: ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیگی۔
بخاری ← رسولؐ نے فرمایا "اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا (جیسے غیبت، قتل یا کسی طریقے سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی، اُس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے، نہ درہم۔ بلکہ اگر اُس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اُسکے ظلم کے بدلے میں وہی (نیک عمل) لے لیا جائیگا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اُسکے پاس نہیں ہوگا تو اُسکے (مظلوم) ساتھی کی بُرائیاں اُس پر ڈال دی جائیگی۔"

مسلم ← نبیؐ نے ایک دن اپنے صحابہ کو فرمایا 'کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟' تو صحابہؓ نے عرض کیا 'ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہ ہو'۔ تو رسولؐ نے فرمایا 'میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ کے ساتھ آئے گا۔ اور اِس حالت میں آئیگا کہ اُس نے اُس کو (کسی کو) گالی دی اور اُس پر بہتان لگایا، اور اُسکا مال ہڑپ کیا اور اُس کا خون بہایا اور اس کو مارا۔ تو اُس (مظلوم) کو بھی اُس شخص کی نیکیوں میں سے دیا جائیگا۔ اور اُسکو بھی اسکی نیکیوں میں سے دیا جائیگا۔ اور اگر اُس (ظالم) کی نیکیاں اس کے ذمہ ظلم کی ادائیگی سے قبل ختم ہو گئیں تو ان (مظلوموں) کے گناہ لے کر اس (ظالم) پر ڈال دیے جائیں گے۔ اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائیگا'۔

یہ تمام کام جو نیکیوں کو ضائع کرنے والے ہیں، اِن میں سے کوئی بھی کام اگر کوئی کر رہا ہے تو توبہ کرے اپنی اصلاح کرلے تاکہ آخرت میں حسرتیں نہ ہو۔
اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد میں سے مال، جان یا عزت سے تعلق رکھتا ہے تو اُس شخص سے معافی مانگی جائے اور جس کا حق مارا ہے، اُسے اسکا حق دے دیا جائے۔ مثلاً اگر کسی کی کوئی چیز چوری کی ہے تو وہ چیز اُسے واپس کی جائے۔
اِس سے پہلے کہ ہمارا اِس دنیا کا وقت ختم ہو جائے اپنی اصلاح کرلے۔ اپنے اعمال اور نیتوں کا مسلسل محاسبہ کرتے رہے کہ کہیں ہم پھسل تو نہیں رہے اور کہیں ایسے کام تو نہیں کر رہے ہیں جو ہمارے اعمال کو ضائع کرنے والے ہیں۔

اِس مثال سے ہمیں سبق لینا چاہیے کہ وہ شخص جس نے باغ سنوارنے میں دن رات محنت کی۔ باغ میں کھجور کے درخت ہیں، انگور کی بیلیں بھی لٹک رہی ہیں، ہر طرح کے پھل ہیں، پانی کی کئی نہریں ہیں یعنی صدقات خیرات کے علاوہ اور بھی کئی نیکیاں کر رہے ہیں لیکن اُس سے وہ دنیا میں جلد ملنے والا بدلہ چاہتے ہیں۔ جب وہ بدلہ دنیا میں نہیں ملتا تو پھر وہ نیکی نہیں کرتے۔ کچھ لوگ تعریف چاہتے ہیں، کچھ لوگ اپنی شہرت چاہتے ہیں اور کچھ اور دنیا کا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتہائی خطرناک صورتِ حال ہے۔ اِس سے انسان کو بچنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اِسکا انجام بڑا بھیانک ہے۔ اِس سے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

بعض اوقات کوئی شخص خالص اللہ کی رضا کی نیت رکھکر نیکیاں کرتا ہے لیکن کچھ دنوں بعد احسان جتانا یا اذیت دینا یا ریاکاری کرنا شروع کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پاس قیامت کے دن کوئی بھی نیکی باقی نہیں رہیگی۔ سوچیے! کہ کتنی حسرتیں ہوگی اُس شخص کو جو نیکیاں جمع کرنے سخت سے سخت محنت کر رہا تھا اور پوری امید لگائے ہوئے تھا کہ قیامت کے دن مجھے میرے ایک ایک نیکی کا سات سو گنا سے زیادہ ثواب ملےگا۔ لیکن جب قیامت کے دن اپنے اعمال نامے میں دیکھےگا تو اُس میں کچھ بھی نہیں پائے گا۔

اگرچہ یہ صدقات کے بارے میں مثال ہے لیکن آیت کا عمومی معنی بھی ہے جو ہر نیکی کرنے والوں کے لیے عام ہے۔ یعنی یہ مثال اُن سب کے لیے بھی عام ہے جو نیک عمل کرتے ہیں پھر ساتھ ہی فاسد عمل کرکے اپنے عمل کو باطل کر دیتے ہیں۔
چونکہ مثال کے الفاظ عام ہیں اور جو عام الفاظ ہوتے ہیں اُنکا عمومی معنی لیا جاتا ہے۔ اُس کو صرف ایک خاص نیکی کے لیے مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ اِسلیے یاد رکھے! جو لوگ کوئی بھی نیکی کا کام کرنے کے بعد اپنے اعمال کو ضائع کرتے ہیں، اُن کا حشر یہی ہوگا۔ اُن کے اعمال راکھ بن کر ختم ہو چکے ہوگے۔

بعض اوقات انسان زندگی بھر نیکیوں کے کام کرتے رہتا ہے لیکن بڑھاپے میں ایسے کام کرتا ہے کہ اُس کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی ایسی وصیت کر جاتا ہے جس میں کسی کا حق مارنا ہوتا ہے مثلاً ساری اولادوں میں سے صرف ایک ہی اولاد کے نام پر ساری جائیداد کر دیتا ہے یا کسی پر کئی احسانات کئے ہوئے ہوتے ہیں اور بڑھاپے میں سبھی پر جتلانا شروع کرتا ہے۔ کیونکہ انسان جب کمزور رہتا ہے تو شیطان اُس پر غالب ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات انسان اپنی زبان سے ایسی بات کر دیتا ہے کہ اُسکی ساری نیکیاں ضائع ہو جاتی ہے۔
بخاری: نبیؐ نے فرمایا "میرے لیے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دیدے (یعنی اسکی حفاظت کی) میں اُس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (بخاری کی دوسری روایت میں ترتیب اسکا برعکس ہے)

اِسلیے انسان کو محتاط ہو کر زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔ تقویٰ اِسی چیز کا نام ہے کہ انسان ہر قدم پر اور ہر موڑ پر اللہ سے ڈرتا رہے کہ کہیں کوئی غلط کام اُس سے نہ ہو جائے۔

کوئی بھی نیکی کا کام آخرت کو سامنے رکھکر کرے کیونکہ اُس دن ایک ایک ثواب کی شدید ضرورت ہوگی۔ اگر شدید ضرورت کے وقت انسان کی نعمت چلی جائے تو اُسے شدید حسرت ہوتی ہے۔ اِسلیے انسان کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ اُس دن انسان کے سامنے وہ چیزیں ظاہر ہونے لگی جن کا اُسکو خیال بھی نہیں تھا۔

الزمر: 47 ← وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ
(اور [اس دن] اللہ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا انہیں گمان بھی نہیں تھا۔)
قیامت کے دن وہ ایسا نتیجہ دیکھےگے جسکا انھوں نے سوچا بھی نہ تھا۔ جیسے ایک شخص اگر باغ لگا رہا ہے تو وہ تھوڑی یہ سوچے گا کہ اِس پر آگ کا بگولہ آئیگا اور اِس باغ کو راکھ کر دیگا بلکہ وہ تو یہ سوچے گا کہ میں نے تو اِتنا کام کر دیا کہ اِس باغ سے میری کئی نسلیں کھائے گی۔ لیکن اُسے پتہ نہیں ہوتا کہ کل اُسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

یاد رکھے! قیامت کے دن اعمال ضائع ہونے والے کام کرنے والوں کی نیکیاں دھول بنا کر اُڑا دیئے جائیگے۔
الفرقان: 23 ← وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا
(اور ہم اُسکی طرف آئیگے جو انھوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اُسے بکھرا ہوا غبار بنا دیگے)
یعنی سب کچھ ختم ہو جائیگا۔ اِسلیے جب کوئی بھی نیکی کرے وہ صدقہ ہو یا کوئی اور نیکی، تو اُسکے آداب کا خیال رکھے اور خاص تر نیت خالص اللہ کی رضا ہو۔ اِسلیے ہر نیکی کا کام کرتے وقت دل میں نیت کرے۔ روبوٹ (Robot) کی طرح نیکی کا کام نہ کرے جسکی کوئی ثواب حاصل کرنے کی نیت نہیں ہوتی۔ اِسلیے ایسے مشین (Machine) کی طرح کام نہ کرے جس میں نہ کوئی نیت، نہ جذبات، اور نہ کوئی احساسات ہو۔ مشین کی طرح صدقات، نماز، حج، روزہ یا دوسری نیکیاں نہ کرے بلکہ آخرت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ کی رضا کے لیے ہر نیکی کا کام کرے۔ اور اپنے بُرے انجام سے ڈرتے رہے۔ اپنا محاسبہ خود کرتے رہے۔ اور اپنے اعمال ضائع ہونے سے بچائے۔ اپنے کئے گئے نیکیوں کی حفاظت کرے اور ایسی نیکیاں کرے جو ہمارے اِس دنیا سے جانے کے بعد بھی ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنے۔
اگر نیکیاں ضائع کرنے والے اعمال کر چکے ہیں تو آج ہی اللہ سے معافی مانگو اور بندوں کا اگر حق مارا تھا تو ان کا آج ہی وہ حق انھیں واپس لوٹا دو اور اُن سے معافی مانگو۔ کل قیامت کے دن سب کے سامنے ذلیل ہونے سے تو اچھا ہے کہ آج کسی ایک کے سامنے ذلیل ہونا۔ آج ہمارے پاس اپنے آپکو معاف کروانے کا موقع ہے۔ اللہ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور یہ توبہ کا دروازہ اُس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک روح حلق تک نہ پہنچ جائے یا پھر سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہ ہو جائے۔
اللہ سے امید بھی رکھے اور اللہ کا ڈر بھی رکھے اور توبہ کے شرائط کے ساتھ دل سے مغفرت مانگے۔
توبہ کے شرائط: 1) سچے دل سے توبہ کرے۔
2) جو گناہ ہوا تھا اُسے دوبارہ کبھی نہ کرے، اُس گناہ کو چھوڑ دے۔
3) جو گناہ ہوا تھا اُسے گناہ ہی سمجھے اور اُس پر ندامت ہو۔
4) دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔
5) اگر گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے تو جسکی حق تلفی ہوئی ہے اس سے معافی مانگے اور اُس کا حق دیدے۔
آج ہی دو رکعت صلاۃ التوبۃ پڑھیے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تو بڑے سے بڑے گنہگاروں کی بھی توبہ قبول کرتا ہے۔

الزمر: 53 ← قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
(آپؐ کہہ دیجئے! کہ اے میرے بندو! جنھوں نے (گناہ پر گناہ کرکے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور وہ واقعی بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔)